HABIBIA ISLAMICUS
(The International Journal of Arabic &Islamic Research) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)
Home Page: http://habibiaislamicus.com
Approved by HEC in Y Category
Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,** Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

TOPIC:

ABOLITION OF THE DEATH PENALTY IN THE LIGHT OF SHARI'AH TEXTS: A CRITICAL AND ANALYTICAL STUDY

سزائے موت کے خاتمے کی تجویز اور اس کے حق میں پیش کیے جانے والے استدلال کا نصوصِ شریعت کی روشنی میں تجزیاتی وتنقیدی مطالعہ

AUTHORS:

1. *Dr. Muhammad Bilal Ebrahim Berberi, Post Doctorate Research Fellow, Islamic Research Institute, International Islamic University, Islamabad, Email ID: bilalberberi@gmail.com Orcid ID : https://orcid.org/0000-0003-1493-12202*

How to Cite: *Berberi, Muhammad Bilal Ebrahim. 2023. "ABOLITION OF THE DEATH PENALTY IN THE LIGHT OF SHARI'AH TEXTS: A CRITICAL AND ANALYTICAL STUDY: سزائے موت کے خاتمے کی تجویز اور اس کے حق میں پیش کیے جانے والے استدلال کا نصوصِ شریعت کی روشنی میں تجزیاتی وتنقیدی مطالعہ". Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research) 7 (4):1-20. DOI: https://doi.org/10.47720/hi.2024.0704u01 .*
URL:https://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/article/view/299
Vol. 7, No.4 || October –December2022 || P. 1-20
Published online: 2023-12-30

QR. Code

ABOLITION OF THE DEATH PENALTY IN THE LIGHT OF SHARI'AH TEXTS: A CRITICAL AND ANALYTICAL STUDY

سزائے موت کے خاتمے کی تجویز اور اس کے حق میں پیش کیے جانے والے استدلال کا نصوصِ شریعت کی روشنی میں تجزیاتی و تنقیدی مطالعہ

Muhammad Bilal Ebrahim Berberi,

ABSTRACT:

October 10th is celebrated worldwide as the International Day for the Abolition of the Death Penalty. Amnesty International has been calling for the legal abolition of the death penalty from all countries around the world for the last forty-five years, declaring it as the cruelest, most inhuman, and degrading punishment. In 1977, the movement to abolish the death penalty was launched by Amnesty International, as a result, there were sixteen countries where the death penalty was legally abolished which eventually rose to 112 countries as of the annual report for 2022 published in May 2023. According to this annual report, in 2016 people were sentenced to death in fifty-two countries, with 20 countries amongst them alone contributing a total of 883 people, with most of these executions reported in China, Iran, Saudi Arabia, Egypt, and America. When we discuss law in the context of religion: Islam it is to be noted that on one hand; if the preservation of life (حفظ النفس) and preservation of the human race (حفظ النسل) is unanimously considered two of the five main purposes of the Shari'ah (مقاصد الشریعة) by almost all jurists, scholars from both traditional and modern schools of thought, on the other hand, there is a large consensus, that for various crimes such as murder, robbery, habitual thieves, adulterers, etc. it is not only permissible to give the death penalty to the perpetrators as had (حد) or ta'zir (تعزیر) rather, in some crimes, the death penalty has been declared absolutely irrevocable and unforgivable. This consensus among scholars is the most important reason for the majority of Muslim countries to retain the death penalty. The purpose of this paper is to give an in-depth analysis of the proposal to abolish the death penalty and the arguments given for it in the light of Shari'ah texts (النصوص الشرعية). Through this analysis The author of the paper is looking for answers to the following questions;

1. What are the reasons for Shari'ah's stance on the death penalty given that Islam is a religion of mercy and grace?

2. Is the death penalty permanent and unequivocal, or is it temporary and modifiable/adjournable?

3. Are the arguments presented for retaining the death penalty and for abolishing it sustainable and which of them carry more weight based on rational reasoning?

***KEYWORDS:** Death Penalty, Amnesty International, Human Rights, Religion, Shari'ah, Hudood, Ta'zeerat*

1: کیپٹل پنشمنٹ (Capital Punishment) / سزائے موت (Death Penalty) کا تاریخی و مذہبی تصور:

کسی جرم کی پاداش میں، عدالت کی طرف سے مجرم کو زندگی سے محروم کر دیے جانے کا قطعی فیصلہ آجانے کے بعد مجرم کی جان لینا سزائے موت، capital punishment کہلاتا ہے۔[1] سزائے موت کا اولین تصور قدیم چینی ریاستی روایت میں ملتا ہے، جس کے مطابق مختلف جرائم کے لیے سزائے موت متعین تھی، اٹھارویں صدی قبل مسیح میں بابیلون (Babylon) کے قانون حمورابی کے مطابق پچیس جرائم کے لیے سزائے موت مقرر تھی، تاہم دلچسپ بات یہ ہے کہ ان پچیس جرائم میں قتل کا جرم شامل نہیں تھا، تاریخی طور پر سب سے پہلی سزائے موت مصر میں؛ سولہویں صدی قبل مسیح میں ایک جادوگر پر نافذ کی گئی، اور اس کو خود اپنی جان لے لینے کا حکم

دیا گیا۔ چودھویں صدی قبل مسیح کے ہٹائیٹ کوڈ (Hittite Code) میں بھی سزائے موت کا تصور ملتا ہے، جب کہ ساتویں صدی قبل مسیح میں ڈراکو (Draco) کے تجویز کردہ ایتھنز کوڈ (Athens Code)، میں تو تقریبا چھوٹے بڑے ہر جرم کی سزا؛ موت تجویز کی گئی ہے۔ پانچویں صدی قبل مسیح میں بارہ تختی رومن لاء (Roman Law of Twelve Tablets) میں بھی سزائے موت کا قانون مقرر ہے، اس قانون میں شرفاء، آزاد اور غلاموں کو دی جانے والی سزائے موت کے اسباب اور ثبوت کے طریق کار میں فرق کیا گیا ہے۔ [2]

موسوی قانون میں بھی سزائے موت کے موجب مختلف جرائم مذکور ہیں، نیز سنگساری، پھانسی، گردن مارنا اور سولی چڑھانے وغیرہ ایک سے زائد انداز سزائے موت کے لیے تجویز کیے گئے ہیں۔ مذہب عیسائیت کے عقیدے کے موافق سیدنا مسیح کو سن انتیس عیسوی میں سولی پر چڑھایا گیا تھا، جو سزائے موت دیے جانے کی تاریخ کا اہم ترین واقعہ ہے۔ [3] عہد نامہ جدید کی کتاب؛ یوحنا (John) میں فریسیوں کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ وہ لوگ توریت میں مذکور سزائے موت کے حکم کو باقاعدہ قانونِ شریعت کے طور پر مانتے تھے اور سیدنا مسیح سے پوچھنے آئے تھے کہ کیا توریت کے حکم کے مطابق اس مجرم کو سزائے موت دے دی جائے۔ [4] عہد نامہ قدیم کی کتب: پیدائش (Genesis)(9:6)، خروج (Exodus) (21:12، 21:16، 22:19)، احبار (Leviticus) (20:10، 20:13،)اور استثناء (Deuteronomy)(13:5، 24:22) کے مختلف ابواب میں ایک سے زائد مقامات پر سزائے موت اور اس کے موجب جرائم کا تذکرہ ملتا ہے۔ البتہ عہد نامہ جدید کی کتاب؛ یوحنا (1:8-11) سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا مسیح نے توریت کے حکمِ سزائے موت کو اپنے اختیار سے معاف بھی کیا تھا اور آئندہ گناہ نہ کرنے کے وعدے پر سزائے موت کے مجرم کی جاں بخشی کر دی تھی۔ [5]

جرائم کی نوعیت کے اعتبار سے شریعت اسلامی میں سزا کی چار اقسام ہیں؛ (1) موجب حد جرائم کی سزا، (2) موجب قصاص ودیت جرائم کی سزا، (3) بعض موجب قصاص ودیت اور بعض موجب تعزیر جرائم پر عائد کفارات، (4) موجب تعزیر جرائم کی سزا۔ [6] ان میں سے پانچ جرائم وہ ہیں جن میں بطور حد یا بطور قصاص سزائے موت مقرر کی گئی ہے؛ (1) زنا، (2) ڈکیتی وراہ زنی (3) ارتداد (4) بغاوت (5) قتل عمد۔ عبد القادر عودہ کے مطابق؛ اگر موجب تعزیر جرائم میں سے مقررہ شروط کے مطابق سزائے موت کے موجب جرائم کی تعداد پانچ ہو، تو شریعت اسلامی میں سزائے موت کے موجب جرائم کی تعداد تقریبا دس کو پہنچتی ہے۔ [7]

شریعت اسلامی کا موقف یہ ہے کہ موجب حد تمام ہی جرائم کی سزامیں ولی امر یا قاضی، کسی کو بھی کسی بھی قسم کی کمی بیشی کا علی الاطلاق اختیار نہیں ہے، جب کہ قتل عمد میں مقتول کے ورثاء کو قاتل کی سزائے موت معاف کرنے اور اس سے دیت لینے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ [8] موجب تعزیر جرائم میں سزائے موت دی جاسکتی ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہا کا اختلاف ہے، سزا کی حکمت و مصلحت اور سزا کی تعیین کے بارے میں شرع اسلامی کے اصول خمسہ کے پیش نظر اکثر فقہا کے ہاں؛ موجب تعزیر جرم میں سزائے موت سنائی جاسکتی ہے۔ مقالے کے اگلے حصے میں سزا کے نفاذ کی حکمت و مصلحت اور شرعی سزاوں کے اصول خمسہ ذکر کیے جا رہے ہیں۔

2: سزا کے نفاذ کی حکمت و مصلحت اور شرعی سزاوں کی تعیین کے اصول خمسہ:

سزائے موت کے حامی و مخالف دونوں فریق؛ مجرم کو علی الاطلاق سزا دینے کی حکمت و مصلحت کے بنیادی نکتے پر تقریبا متفق ہیں، اور وہ بنیادی نکتہ؛ مجرم کو آئندہ جرم کرنے سے باز رکھنا اور دوسروں کو جرم کی طرف بڑھنے سے روکنا ہے، چنانچہ سزائے موت کے خاتمے کے موقف کے سب سے پہلے علانیہ پرچارک؛ چیزارے بیکاریا کے مطابق کسی بھی جرم پر سزا دیے جانے کا مقصد؛ "صرف اور صرف یہ ہے کہ مجرم دوبارہ جرم کر کے اپنے بھائی بند کو نقصان نہ پہنچائے اور مجرم کو ملنے والی سزا کو دیکھ کر دوسرے لوگ ایسا جرم کرنے سے باز رہیں۔ اسی اصول کی بنیاد پر مرتکبین جرم کو ایسی سزائیں دینی چاہئیں جن میں جرم و سزا میں تناسب اور توازن ہو، نیز سزا کے انتخاب کا معیار یہ ہو کہ جرم کے ارتکاب سے باز رکھنے کے لیے اس کے اثرات زبردست اور دیرپا ہوں، تاہم مجرم کے جسم پر اس سزا کی اذیت کے اثرات کم سے کم ہوں۔"([9])

عبد القادر عودہ شرع اسلامی میں سزاوں کے تقرر کی حکمت پر گفتگو کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "عقوبت دراصل شارع کے حکم کی خلاف ورزی کرنے پر اجتماعی مصلحت کے پیش نظر مقرر کردہ سزا اور بدلہ ہے، شارع کے حکم کی خلاف ورزی کرنے پر سزا کے مقرر کیے جانے سے مقصود (1) انسانی احوال کی درستگی (2) مفاسد سے انسانیت کا تحفظ (3) جہالت کی روک تھام (4) گمراہی سے ہدایت (5) معاصی سے بچاو اور (6) معاشرے کو خیر کی اطاعت پر آمادہ کرنا ہے۔ اللہ تعالی نے اپنے پیغمبر کو انسانیت پر بے جا تسلط حاصل کرنے یا ان پر جبر کرنے کے لیے نہیں بھیجا، اللہ تعالی نے تو انہیں جہانوں کے لیے باعث رحمت بنا کر بھیجا ہے۔۔۔۔ اپنے حکم کی خلاف ورزی کرنے پر اللہ تعالی نے سزا اس وجہ سے مقرر کی ہے تا کہ لوگوں کو بظاہر ان کی طبیعت کے خلاف عمل کرنے آمادہ کیا جائے اس لیے کہ اس عمل میں؛ انسانیت کی مصلحت ہے، یا انہیں ان کے من چاہے کام سے اسی وجہ سے روکا جائے کہ وہ من چاہا کام فساد کا باعث ہے، حاصل یہ کہ سزا کا تقرر فرد اور جماعت دونوں کی اصلاح کے لیے اور اجتماعی نظام کے تحفظ کے لیے ہے۔ یہ سزائیں ہمارے فائدے کے لیے مشروع ہیں، ورنہ گناہ گار کا گناہ کرنا اللہ تعالی کو کوئی نقصان نہیں دیتا، اور فرمانبردار کی فرمانبرداری سے اللہ تعالی کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔"([10])

جہاں تک سزائے موت کی ضرورت کا تعلق ہے تو بیکاریا کے مطابق: سزائے موت کا نفاذ صرف دو وجوہات کی بنا پر ضروری قرار دیا جا سکتا ہے؛ پہلی وجہ یہ کہ اگر یقینی طور پر معلوم ہو کہ مجرم کو قید کر دیے جانے اور اس کی آزادی چھین لیے جانے کے باوجود اس کے روابط و تعلقات ایسے ہیں یا اس کی طاقت و قوت اس قدر ہے کہ اس کا زندہ رہنا ریاست کے تحفظ کے لیے خطرہ اور نقص امن کا باعث بن سکتا ہے، ایسی صورت میں سزائے موت کو ضروری قرار دیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر ریاست میں قانون کی عملداری قائم ہو، ریاست کا تسلط اور غلبہ برقرار ہو تو اس مجرم کا زندہ رہنا ریاست کے تحفظ کے لیے خطرہ یا نقص امن کا باعث نہیں بن سکتا ہے، لہٰذا ایسی صورت میں سزائے موت نافذ کرنا بھی ضروری قرار نہیں پائے گا۔ دوسری وجہ اس بات کا یقین ہونا ہے کہ مجرم کی موت ہی وہ واحد حل ہے جو دوسروں کو اس جرم

سے باز رکھنے میں کار آمد ثابت ہو سکتا ہے، اس کے علاوہ اور کوئی حل نہیں ہے۔([11])ازاں بعد بیکاریا ان دونوں وجوہات کے نہ پائے جانے کو بہ تفصیل بیان کر کے سزائے موت کے بالکلیہ خاتمے کے موقف کا دفاع کرتا ہے۔

شرعی نصوص کا ادعا بھی یہی ہے کہ سزائے موت کے موجب جرائم وہی ہیں جن کی روک تھام کے لیے واحد حل جرم کے مرتکب سے زندگی کا حق چھین لینا ہے، بصورت دیگر عمر قید کی سزا دینے اور انسانوں سے علیحدہ رکھنے میں گو کہ مجرم دوبارہ جرم نہیں کر سکے گا، لیکن جب تک مجرم نشانِ عبرت نہیں بنے گا، اور اس کو زندگی کا تحفظ بہر حال حاصل رہے گا، آنکھوں سے اوجھل دی جانے والی سزائیں دینے کی یہ پالیسی؛ دوسروں کو جرائم سے باز رکھنے میں کارگر ثابت نہیں ہوگی، یہی نکتہ حسب ذیل پانچ اصولوں سے واضح ہوتا ہے جو شرعی سزاوں کی تعیین کے پس منظر میں کار فرماہیں؛

- شرعی سزا جرم کے وقوع سے پہلے جرم سے روکنے اور جرم ہو جانے کے بعد مجرم کی تادیب اور دوسروں کی عبرت کے لیے ہو۔
- چونکہ سزا کے نفاذ کا مقصد اجتماعی حاجت اور مصلحت ہے، اس لیے شرعی سزا کی تحدید کا اصول یہ ہے کہ اگر کسی جرم کی روک تھام کے لیے اجتماعی مصلحت سزا کی شدت میں ہے، تو سزا شدید ہوگی، اور اگر اجتماعی مصلحت سزا کے ہلکا ہونے میں ہے تو سزا میں تخفیف ہوگی، بہر صورت سزا میں شدت یا تخفیف میں اجتماعی مصلحت پیش نظر رکھی جائے گی۔
- اگر مجرم کے شر سے تحفظ کے لیے اجتماعی مصلحت کا تقاضا مجرم ہی کو ختم کر دینا یا اس کو معاشرے سے دور کر دینا ہو تو یہ سزا؛ قتل یا گرفتاری کی صورت میں مقرر کی جا سکتی ہے، یہ گرفتاری مجرم کی موت تک ممتد ہو سکتی ہے، تا آں کہ وہ توبہ کر لے یا اس کے شر کی اصلاح ہو جائے۔
- (تعزیرات کی تعیین کے باب میں اصول یہ ہے کہ) ہر وہ سزا جو فرد یا جماعت کی مصلحت کا تقاضا پورا کرتی ہو وہ شرعی سزا ہے، چنانچہ بطور تعزیر متعین سزاوں ہی پر اقتصار وانحصار کرنا نہ ضروری ہے اور نہ مناسب ہے۔
- مجرم کی تادیب کا مقصد اس سے انتقام لینا نہیں، بل کہ مجرم کی اصلاح ہے، یہ نکتہ تمام سزاوں کا قدر مشترک ہے، اور چونکہ یہ سزا اللہ تعالی کی اپنی مخلوق کے ساتھ رحمت اور ان پر احسان کا مظہر ہیں، اس لیے جو شخص مجرم کو سزا دینا چاہے اس کے لیے ضروری ہے کہ اس کا مقصد مجرم پر رحم اور اس کے ساتھ احسان ہی ہو، جیسا کہ ایک باپ اپنے بچے کی تادیب کرتا ہے اور ایک طبیب اپنے مریض کا علاج کرتا ہے۔ نیز تادیب کا طریق و انداز، مختلف لوگوں کے لیے مختلف ہو سکتا ہے، چنانچہ سمجھدار وذی وقار کی تادیب کا انداز بدکردار و بے وقوف کی تادیب کے انداز سے مختلف ہونا چاہیے، کسی کو ڈانٹ دینا کافی ہوتا ہے، کسی کی اصلاح تھپڑ سے ہو جاتی ہے، کوئی مار کھا کر ٹھیک ہوتا ہے اور کسی کو پکڑ کر گرفتار کر لینا ضروری ہوتا ہے۔"([12])

3:عالمی سطح پر سزائے موت کے خاتمے کے لیے ہونے والی کوششیں؛اجمالی تاریخی خاکہ

اب ہم سزائے موت کے خاتمے کے لیے عالمی طور پر بروئے کار لائی جانے والی کوششوں کا ایک اجمالی تاریخی خاکہ پیش کرتے ہیں، جس سے سزائے موت کے خاتمے کے لیے اٹھنے والی آوازاوں کا مصدر وماخذ اور اس تجویز کے محرکات کا سمجھنا ممکن ہو گا۔

زمانہ روشن خیالی (Enlightenment) کے زیر اثر، اٹھارویں صدی کے اواخر میں یورپ میں سزائے موت کے موجب جرائم کی طویل فہرست کو مختصر کرنے کی آوازیں بلند ہونا شروع ہوئیں، یاد رہے کہ یہی وہ زمانہ ہے جب مغربی عیسائی دنیا میں پاپائیت کو شکست دے کر، ریاست کو چرچ کی عمل داری اور ماتحتی سے آزاد کرنے کی تحریک زور وشور سے جاری تھی اور چھوٹے چھوٹے جرائم کی پاداش میں پاپائیت کے ہاتھوں بے رحم اور رسوا کن سزاوں کے خلاف تحریریں منظر عام پر آنے لگی تھیں([13])، گو کہ مونٹسکو(Montesquieu)، والٹئیر(Voltaire)، بینتھم(Bentham)، جان بیلرز (John Bellars)اور جان ہاورڈ (John Howard)کی تحریرات میں سزائے موت کے خاتمے کے حوالے سے گفتگو ملتی ہے ([14]) تاہم اطالوی ماہر جرمیات ومعاشیات؛ چیزارے بیکاریا (Cesare Beccaria)کو زمانہ جدید کا وہ پہلا لکھاری شمار کیا جاتا ہے جس نے سزائے موت کے مکمل خاتمے کا سب سے پہلے علانیہ پرچار کیا، سزائے موت کے خاتمے کی تحریک کا بانی اسی کو سمجھا جاتا ہے، اس نے 1764ء میں اطالوی زبان میں جرمیات پر شایع کردہ اپنی کتاب؛

Dei delitti e delle pene میں سزائے موت کے مکمل خاتمے کا موقف پیش کیا۔([15])1794ء میں امریکی ریاست پینسلوانیا (Pennsylvania)وہ پہلی ریاست تھی جس میں سزائے موت کو صرف قتل عمد کے ساتھ مخصوص کر کے دیگر جرائم پر سزائے موت کو ختم کر دیا گیا([16])، جب کہ 1847ء میں میشیگن (Michigan)میں سزائے موت کو قتل کی تمام صورتوں سمیت دیگر عمومی جرائم کی سزا کے طور پر بھی ختم کر دیا گیا([17])، گنیز بک آف ورلڈ ریکارڈ کے مطابق؛1863ء میں وینیزویلا(Venezuela)دنیا کی تاریخ کا وہ پہلا ملک تھا جس نے سزائے موت کو قانونی طور پر بالکل ختم کر دیا، گو کہ اس سے قبل جاپان نے 724ء، چین نے 747ء اور گرینڈ ڈچی آف ٹسکونی (Grand Duchy of Tuscany)نے 1786ء میں سزائے موت کا بحیثیت ایک خود مختار ریاست خاتمہ کر دیا تھا تاہم یا تو ازاں بعد دوبارہ سزائے موت کا قانون نافذ کر دیا گیا یا پھر یہ ریاست کسی ایسی ریاست میں ضم ہو گئی جہاں سزائے موت قانونی طور پر مقرر تھی، اس لیے خود مختار ریاست کے طور پر سزائے موت کے مکمل طور پر قانونی خاتمے کی حیثیت سے وینیزویلا کی اولیت برقرار رہتی ہے۔([18])

یورپ میں سان مرینو(San Marino)پہلا ملک تھا جہاں 1865ء میں سزائے موت ختم کر دی گئی، اس سے قبل بھی عملی طور پر سان مرینو میں سزائے موت معطل تھی، یہاں آخری مرتبہ سزائے موت سن 1468ء میں نافذ کی گئی تھی، اس کے بعد سے 1865ء تک گو کہ سزائے موت کتاب قانون میں موجود تھی لیکن عملی طور پر ایک مرتبہ بھی نافذ نہیں کی گئی تھی۔([19]) بیسویں صدی کے اوائل میں نیدرلینڈ(Netherland)، ناروے(Norway)، سویڈن(Sweden)، ڈانمارک(Denmark)اور اٹلی(Italy)میں بھی سزائے موت کا خاتمہ کر دیا گیا۔1960ء کے وسط میں تقریباً پچیس یورپی ممالک نے قتل پر سزائے موت کو ختم کر دیا، تاہم کچھ ممالک میں چند ایک

جرائم پر یہ سزا برقرار رکھی گئی، چنانچہ برطانیہ میں 1998ء تک بغاوت، قزاقی وغیرہ وہ جرائم تھے جن کی پاداش میں قانونی طور پر سزائے موت کا اجرا کیا جاسکتا تھا۔([20])

بیسویں صدی کے اواخر سے دنیا بھر کے آدھے سے زائد ممالک میں قانونی طور پر یا عملی طور پر سزائے موت کا نفاذ معطل ہے، جس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ سزائے موت کے خاتمے کی تحریکات نے سزائے موت کے معاملے کو کسی بھی ملک کا داخلی معاملہ قرار دیے جانے کی بجائے انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے طور پر دیکھے جانے کی آواز اٹھائی۔ اس بابت میں 1971ء میں اقوام متحدہ میں انسانی حق زندگی کے احترام کو بنیاد بنا کر سزائے موت کے بہ تدریج خاتمے کی قرارداد منظور ہوئی جس کو 1977ء کے اجلاس میں دوبارہ منظور کیا گیا۔ 1983ء میں یوروپین کنونشن آن ہیومن رائٹس(European Convention on Human Rights)اور 1989ء میں انٹرنیشنل کووینینٹ آن سول اینڈ پولیٹیکل رائیٹس(International Covenant on Civil and Political Rights) دونوں نے اپنے اپنے حلیف ممالک کو سزائے موت کے عدم نفاذ کا پابند کر دیا۔ 1994ء میں کونسل آف یورپ اور 1988ء میں یوروپین یونین نے کسی بھی ملک کو تنظیمی ممبر شپ دینے یا اس کی ممبر شپ برقرار رکھنے کے لیے یہ شرط عائد کر دی کہ وہ فوری طور پر سزاے موت کا اجرا معطل کرے گا اور بہ تدریج اس کے خاتمے کی کوشش کرے گا۔ اس فیصلے کے نتیجے میں وسطی اور مشرقی یورپ کے کئی ممالک مثلاً؛ زیچ ریپبلک(Czech Republic)، ہنگری(Hungary)، رومانیا(Romania)، سلوواکیا (Slovakia)اور سلووینیا (Slovenia)وغیرہ نے سزائے موت کو بالکلیہ معطل کر دیا۔ نوے کی دہائی میں افریقی ممالک؛ انگولا(Angola)، جیبوتی(Djibouti)، موزمبیق(Mozambique)اور نمیبیا(Namibia)نے بھی سزائے موت معطل کر دی، جنوبی افریقہ؛ دنیا بھر میں سزائے موت کے بڑی تعداد میں نفاذ کرنے والے ممالک میں سر فہرست تھا، 1995ء میں سزائے موت کے نفاذ کو وہاں کی آئینی عدالت(Constitutional Court)نے غیر قانونی قرار دے دیا۔([21])

2007ء میں یورپی یونین نے سزائے موت کے عالمی طور پر معطل (نہ کہ بالکلیہ خاتمے) کیے جانے کی قرارداد اقوام متحدہ کے اجلاس میں پیش کی، جس کو پندرہ نومبر 2007ء کو پہلی اور اٹھارہ دسمبر کو 2008ء دوسری مرتبہ اکثریتی رائے (104/54 2007ء میں اور 106/46 2008ء میں) سے منظور کیا گیا، اس قرارداد میں ان ریاستوں کو، جہاں سزاے موت کے نفاذ قانونی طور پر متعین ہے، سزائے موت کے تعطل کا پابند قرار دیا گیا اور مکمل خاتمے کے لیے کوششوں کو بروئے کار لانے، موجب سزائے موت جرائم کی فہرست کو مختصر کرنے اور سزائے موت کے منتظر مجرموں کے حقوق کا احترام کرنے پر آمادہ کیا گیا۔ اسی قرارداد کو؛ اقوام متحدہ کے پینسٹھویں اجلاس؛ 21 دسمبر 2010ء میں تیسری مرتبہ (109/41 کے تناسب سے)، سڑسٹھویں اجلاس؛ 20 دسمبر 2012ء میں چوتھی مرتبہ (111/41 کے تناسب سے)، انہترویں اجلاس؛ 18 دسمبر 2014ء میں پانچویں مرتبہ (117/49 کے تناسب سے)، اکہترویں اجلاس؛ 19 دسمبر 2016ء میں چھٹی مرتبہ (117/40 کے تناسب سے)، تہترویں اجلاس؛ 16 دسمبر 2018ء میں ساتویں مرتبہ (121/35 کے تناسب سے)،

پچھترویں اجلاس؛16 دسمبر 2020ء میں آٹھویں مرتبہ (123/ 38 کے تناسب سے) اور ستترھویں اجلاس؛15 دسمبر 2022 میں نویں مرتبہ (125/ 37 کے تناسب سے) اکثریتی رائے سے منظور کیا گیا۔(22)

دس اکتوبر سزائے موت کے خاتمے کے عالمی دن کے طور پر منایا جاتا ہے، سزائے موت کو انتہائی ظالمانہ، غیر انسانی اور ہتک آمیز سزا قرار دیتے ہوئے پچھلے پینتالیس برس سے عالمی تنظیم؛ ایمنسٹی انٹر نیشنل (Amnesty International) دنیا بھر کے تمام ہی ممالک سے اس سزا کے قانونی طور پر مکمل خاتمے کے لیے کوشاں ہے، 1977ء میں جب ایمنسٹی انٹر نیشنل کی طرف سے سزاے موت کے خاتمے کی تحریک کا آغاز ہوا تو اس وقت صرف سولہ ممالک تھے جہاں اس تحریک کے نتیجے میں قانونی طور پر سزائے موت کو مکمل طور پر ختم کر دیا گیا، جب کہ رواں سال 2023ء مئی کے مہینے میں شایع ہوئی سال 2022ء کی سالانہ رپورٹ کے مطابق ایسے ممالک کی تعداد 112 ہو چکی ہے۔ ایمنسٹی انٹر نیشنل کی طرف سے شایع ہونے والی سالانہ رپورٹ کے مطابق؛ سال 2022ء میں باون ممالک میں دو ہزار سولہ (2016) افراد کو سزائے موت سنائی گئی، جن میں سے بیس ممالک میں آٹھ سو تراسی (883) افراد کو عملی طور پر سزائے موت دی گئی جن میں سے زیادہ تر سزائیں؛ چائنا، ایران، سعودی عرب، مصر اور امریکہ میں ریکارڈ ہوئی ہیں۔(23)

4: سزائے موت؛ مصلحت یا مفسدہ؟ دوطرفہ استدلال کی تفہیم:

سزائے موت کے نفاذ کے قائلین سزائے موت کو مصلحت، جب کہ سزائے موت کے نفاذ کے مخالفین سزائے موت کو مفسدہ سمجھتے ہیں، اس حصے میں ہم فریقین کے استدلال کی تفہیم کی کوشش کریں گے، اس بابت پہلے سزائے موت کے مخالفین اور ازاں بعد سزائے موت کے قائلین کے دلائل بہ اختصار پیش کیے جائیں گے۔ چونکہ مقالے کا موضوع نصوص شریعت کی روشنی میں سزاے موت کے خاتمے کی تجویز و دلائل کا تجزیاتی و تنقیدی مطالعہ ہے، اس لیے سزائے موت کے قائلین میں بطور خصوص ہمارے پیش نظر پیرو کارانِ شرع اسلامی ہیں۔ شرع اسلامی کے مطابق قصاص، حد اور تعزیر کی بنیاد پر مجرم کی جان لی جاسکتی ہے، بل کہ بعض مخصوص حالات میں تو مجرم کو سزائے موت دینے کے متعلق شرع اسلامی کا موقف؛ وجوب کا ہے اور اس میں کسی قسم کی نرمی برتنے کی اجازت نہیں دی گئی، چنانچہ ہم یہاں سزائے موت کے نفاذ کی حمایت میں دیے جانے والے وہ دلائل ذکر کریں گے جو نصوص شریعت میں بیان کردہ اور فقہاے شرعِ اسلامی کے اخذ کردہ و پیش کردہ ہیں اور اگلے حصے میں دوطرفہ دلائل کا تجزیہ پیش کیا جائے گا۔

4:1: سزائے موت کے مخالفین کے دلائل:

4:1:1: سزائے موت دیے جانے میں غلطی، ناقابل تلافی ہے: مخالفین کا سب سے پہلا اور بنیادی استدلال یہ ہے کہ انسانیت کے لیے اس کرہ ارض کی سب سے قیمتی متاع انسانی زندگی ہے، ہر انسان کو کرہ ارض پر زندگی کی یہ نعمت ایک ہی مرتبہ حاصل ہوتی ہے، اگر کسی مذہب کے مطابق اسی کرہ ارض پر انسان کا کوئی دوسرا جنم بھی ہے تب بھی پچھلے جنم کے بارے میں یکسر لاعلم ہونے کی بنا پر ہر انسان کے لیے اس کا موجودہ جنم ہی، زندگی کی وہ تجرباتی حقیقت ہے جس کا وہ مشاہدہ کر رہا ہے اور اس کو برت رہا ہے، موت؛ زندگی کی نعمت کا خاتمہ

ہے، موت کے بعد اسی دنیا میں، مرنے والے شخص کے لیے؛ فی الوقت گزاری جانے والی زندگی کی نعمت کا دوبارہ حصول ناممکن ہے، ایک مرتبہ مرجانے کے بعد زندگی ناقابل واپسی ہے۔ مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ کئی مقدمات میں سزائے موت کا فیصلہ ہوجانے کے بعد نظر ثانی کی اپیل کیے جانے پر اور تحقیق کے تقاضے پورے کیے جانے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ مجرم بے گناہ تھا اور سزائے موت کا مستحق ہی نہیں تھا، اگر بے گناہ کو سزائے موت ہوتی ہے تو یہ ایک ایسا نقصان ہے جو کسی صورت قابل تلافی نہیں۔ 1987ء میں ہیوگو ایڈم بیداو(Hugo Adam Bedau)اور مائیکل ایل۔ راڈیلیٹ(Michael L. Radelet)کی تحقیق کے مطابق 1900ء سے 1987ء تک ساڑھے تین سو افراد کے لیے ناحق سزائے موت کا فیصلہ دیا گیا تھا، گو کہ سب کو سزائے موت نہیں ہوئی، تاہم کچھ بے گناہوں کو بہر حال ناحق سزائے موت کا شکار ہونا پڑا ہے۔([24])سن 1973ء سے تاحال صرف امریکہ میں 191 قیدی ایسے ہوئے ہیں جن کے لیے سزائے موت کا فیصلہ ہو چکا تھا، ازاں بعد ان کی بے گناہی ثابت ہوئی اور ان کو باعزت بری کر دیا گیا۔ اسی طرح کئی مقدمات ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں جرم کے ثبوت میں قطعیت اور حتمیت کے باوجود سزائے موت دے دی جاتی ہے جو کہ انسان کے حق زندگی کے خلاف ایک سنگین کوتاہی ہے، اس کوتاہی کا سدباب سزائے موت کے مکمل خاتمے کے ذریعے ہی ممکن ہے۔([25])

4:1:2: سزائے موت؛ جرائم کی روک تھام میں ناکام: سزائے موت کے قائلین کا یہ دعوی تجرباتی طور پر غلط ثابت کیا جا چکا ہے کہ سزائے موت جرائم کی روک تھام میں مؤثر ہے، "سزائے موت نے کبھی بھی انسان کی بہتری میں کوئی کردار ادا نہیں کیا ہے"([26])، برطانوی جلاد البرٹ پیری پوائنٹ(Albert Pierrepoint)کہتا تھا: "سزائے موت جرائم کی روک تھام میں کبھی بھی اور کسی طرح بھی کارگر نہیں یہ میرا تجربہ رہا ہے، رواں صدی میں مجھ سے زیادہ سزائے موت کسی جلاد کے ہاتھ سے نافذ نہیں ہوئی ہوں گی۔([27]) اگر سزائے موت؛ قتل کی روک تھام میں مؤثر ہوتی تو جن علاقوں میں سزائے موت نافذ ہے وہاں قتل کا جرم بالکلیہ ختم ہو جانا چاہیے تھا، امریکہ کی چار ریاستوں؛ ٹیکساس، فلوریڈا، جارجیا اور ورجینیا میں سزائے موت کے نفاذ کے باوجود قتل کی شرح دوسری ریاستوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔([28])

4:1:3: غیر منصفانہ عدالتی نظام: ایمنسٹی انٹرنیشنل نے کئی ایسے مقدمات کو بطور شواہد پیش کیا ہے جہاں غیر منصفانہ عدالتی نظام اور ظالمانہ عدالتی کارروائی کے تحت سزائے موت کے فیصلے دیے گئے ہیں، بے گناہ ملزم کے خلاف جھوٹی گواہیاں پیش کی گئیں اور ملزم کو اپنی بے گناہی ثابت کرنے کے لیے مناسب نمائندگی تک کے مواقع سے محروم کیا گیا، ایسی صورت میں سزائے موت کو بطور قانون برقرار رکھنا بے گناہوں انسانوں کی زندگی کے احترام کے سخت خلاف ہے، اس کا حل صرف یہی ہے کہ سزائے موت کو بطور قانون یکسر کالعدم قرار دے دیا جائے، تاکہ عمر قید کی صورت میں بھی کم از کم بے گناہ کو بغیر جرم کیے اپنی جان سے ہاتھ دھونے نہ پڑیں۔([29])

4:1:4: سزائے موت؛ کمزور کا بھگتنا، طاقت ور بچ نکلنا: تجربات بتاتے ہیں کہ عام طور پر دنیا بھر سزائے موت کا نفاذ انہی ملزموں / مجرموں پر ہوتا ہے جو معاشی اور سماجی طور پر کم تر شمار ہوتے ہیں، نسلی، لسانی، علاقائی یا مذہبی اعتبار سے اقلیت میں ہوتے ہیں، اور

اپنی اسی کمزوری کی وجہ سے قانونی طور پر اپنے دفاع کے لیے قانونی چارہ جوئی تک رسائی کے لیے ان کے پاس محدود وسائل ہوتے ہیں۔ سزائے موت کے نفاذ میں کمزور اور طاقت ور کے درمیان یہ بدترین امتیازی سلوک اس بات کا متقاضی ہے کہ سزائے موت کو ہی کالعدم قرار دیا جائے تاکہ انسانی جان کو بلاامتیاز تقدس اور احترام حاصل ہوسکے۔ فرمین بمقابلہ جارجیا(Furman vs. Georgia) کے کیس میں امریکی سپریم کورٹ جسٹس ولیم او۔ ڈاگلس(William O. Douglas) نے سزائے موت کے خاتمے کے لیے دلیل دیتے ہوئے اپنے ریمارکس میں لکھا کہ؛

Former Attorney General Ramsey Clark has said, "It is the poor, the sick, the ignorant, the powerless and the hated who are executed." One searches our chronicles in vain for the execution of any member of the affluent strata of this society.(30)

"سابق اٹارنی جنرل رامسے کلارک نے کہا کہ؛ غریب، بیمار، جاہل، کمزور اور سماج کے قابل نفرت سمجھے جانے والے لوگ ہی سزائے موت بھگتتے ہیں، اگر کوئی شخص معاشرے کے خوش حال اور مال دار طبقے سے تعلق رکھنے والے کسی شخص کو سزائے موت دیے جانے کے لیے ہماری تاریخ تلاش کرے گا تو اس کی یہ کوشش بے سود ہی ہوگی۔"

4:1:5: سزائے موت کا سیاسی استعمال: کئی شواہد سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ کئی ایک ممالک میں موجب سزائے موت جرم کی بجائے؛ سیاسی مخالفین پر دھاک بٹھانے، انہیں ڈرانے اور ان پر دباؤ ڈالنے کے لیے سزائے موت کو بطور سیاسی حربے کے استعمال کیا جاتا ہے، یہ بھی انسانی حق زندگی کے تقدس کے سخت خلاف ہے، اس ظلم، زیادتی اور ناانصافی کی روک تھام بھی سزائے موت کو قانونی طور پر یکسر کالعدم قرار دے کر ہی کی جاسکتی ہے۔(31)

4:1:6: سزائے موت؛ ایک غیر اخلاقی، غیر انسانی اور ظالمانہ سزا: سزائے موت کے خاتمے کا سب سے پہلے وکیل بیکاریا نے سزائے موت کو ایک غیر اخلاقی اور غیر انسانی سزا قرار دیا(32) امریکی صحافی وسیاست دان؛ ولیم رینڈولف ہرسٹ(William Randolph Hearst) لکھتا ہے کہ؛"ظلم وستم کو ظلم وستم کے ذریعے کبھی ختم نہیں کیا جاسکتا، چاہے اس ظلم وستم کو قانونی طور پر جواز ہی کیوں نہ بخش دیا گیا ہو"(33) مینیسوٹا کا مشہور کانگریس مین او۔ جے۔ کوالے(O. J. Kvale) کہتا ہے کہ؛ سزائے موت انسانی زندگی کو سستی اور بے قیمت بنا دیتی ہے، حالانکہ انسانی زندگی مقدس ہونی چاہیے۔(34)

4:1:7: سزائے موت کی بجائے؛ قید بامشقت کی سزا: جرائم کی روک تھام میں سزائے موت اور قید وبند کی سزا دونوں ہی مؤثر ثابت ہوسکتی ہیں، "بل کہ مجرم سے اس کی آزادی سلب کرنا اور قید بامشقت میں رکھنا جرم کی روک تھام کے لیے زیادہ مؤثر ہے، اس لیے کہ مجرم کو سزائے موت دیے جانے کا عمل تو لمحوں میں مکمل ہو جاتا ہے، جس سے دیکھنے والوں کے ذہن پر وقتی خوف ضرور طاری ہوتا ہے، لیکن اگر یہی مجرم قید بامشقت میں رکھا جائے اور اپنی مشقت اور محنت کے ذریعے معاشرے کو اپنے جرم کا تاوان ادا کرتا رہے، تو مجرم کی یہ مستقل

ومسلسل قابل رحم حالت دوکیھنے والوں کو جرم سے باز رکھنے میں کہیں زیادہ مؤثر ثابت ہو گی"(35)۔حاصل یہ کہ جب عمر قید کی سزا جرم کی روک تھام کے لیے زیادہ مؤثر ہے تو پھر سزائے موت کے نفاذ کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہے۔مزید بر آں تحقیق بتاتی ہے کہ مجرم کو سزائے موت دیے جانے پر اٹھنے والے اخراجات، عمر قید کی سزا دیے جانے کی صورت میں اٹھنے والے اخراجات سے کہیں زیادہ کم ہوتے ہیں، چنانچہ سزائے موت کا خاتمہ کسی بھی ریاست کے لیے معاشی اعتبار سے بھی سود مند ہے۔(36)

4:2:نصوص شریعت کی روشنی میں سزائے موت کے قائلین کے دلائل:

4:2:1: قصاص؛ سامانِ زندگی اور عین انصاف: قرآن کریم میں قصاص کے حکم کو بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوا؛ اے عقل رکھنے والو!تمہارے لیے قصاص میں زندگی (کا سامان) ہے، امید ہے تم (اس کی خلاف ورزی سے) بچو گے۔(37)"قانون قصاص کی روح؛بے لاگ انصاف اور کامل مساوات ہے۔۔اس معاملے میں ادنا واعلا، امیر وغریب، شریف ووضیع اور آقا وغلام سب ایک ہی سطح پر رکھے جائیں اور قانون وعدالت ہر ایک کے ساتھ بالکل یکساں معاملہ کرے۔"(38)"قصاص میں اگرچہ بظاہر ایک جان جاتی ہے، لیکن اس میں بہت سی جانوں کی زندگی ہے، ایک جان لینے سے بہت سی جانیں محفوظ ہو جاتی ہیں، قاتل گناہ سے پاک ہوا، عذاب سے رہائی پائی، اور حیات ابدی اس کو حاصل ہوئی، اور مقتول اگرچہ مارا گیا لیکن جب اس کا عوض اور بدلہ لے لیا گیا تو اس کا مرنا رائیگاں نہیں گیا، وارثانِ مقتول کے لیے باعث عزو جاہ ہوا۔"(39)

4:2:2: حکم الٰہی کا نسخ؛کسی انسان کے اختیار میں نہیں: دینِ اسلام کا اصولی قاعدہ یہ ہے کہ انفرادی یا اجتماعی اجتہاد کے ذریعے، منصوص حکم شرعی کا نسخ کسی انسان کے اختیار میں نہیں ہے، جن جرائم پر سزائے موت بطور جواز یا وجوب بیان ہو چکی ہے، اس جواز یا وجوب کو تبدیل کرنا یا اس میں نرمی برتنا کسی طرح جائز نہیں ہے، بل کہ جن جرائم میں سزائے موت کا حکم وجوبی ہے وہاں جرم کے ثبوت کے بعد خود صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی سزا کی معافی یا اس میں کمی کا اختیار نہیں دیا گیا۔(40)بدکاری کرنے والے مرد وعورت پر سزا نافذ کرتے وقت سزا کی شدت کی وجہ سے ہو سکتا تھا کہ دل میں نرمی پیدا ہو جائے اور سزا کی معطلی یا منسوخی کے متعلق سوچا جائے، اللہ تعالی واضح طور پر ارشاد فرمادیا کہ؛"اور اگر تم اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اللہ کے دین کے معاملے میں ان پر ترس کھانے کا کوئی جذبہ تم پر غالب نہ آئے"۔(41)اس آیت میں واضح ہدایت ہے کہ"تنفیذ حدود کے معاملے میں مداہنت؛ایمان کے منافی ہے۔"(42)اس لیے علی الاطلاق جملہ جرائم پر سزائے موت کا خاتمہ یا باقاعدہ قانونی معطلی شرع اسلامی کی درست نہیں ہے۔

4:2:3: سزائے موت؛جرائم کی روک تھام کے لیے مؤثر ترین حکمت عملی: کسی بھی جرم پر سزا اسی وجہ سے دی جاتی ہے تاکہ اس سزا کو دیکھ، سن کر دیکھنے، سننے والوں کو سزا پانے والے مجرم کے حالت سے عبرت ہو اور سزا کا خوف جرم کی طرف بڑھنے سے رکاوٹ بن جائے، کسی بھی نوعیت کی سزا ہو، سزا کے جواز کے لیے یہ ایک متفقہ ومسلمہ عقلی توجیہ ہے۔ہر انسان کو عام حالات میں ہمہ وقت اپنی زندگی سب سے زیادہ عزیز ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ انسان ہر اس کام سے بچتا اور کتراتا ہے جس میں انجام کار زندگی سے ہاتھ دھونے کا کسی طرح احتمال

ہی پایا جاتا ہے، شرع اسلامی میں جن جرائم پر سزائے موت مقرر کی گئی ہے، ان جرائم کی نوعیت اور فرد و سماج پر ان جرائم سے پڑنے والے برے نتائج ہی ایسے ہیں کہ جب تک ان جرائم کے مرتکب کو سرِ عام موت کی سزا نہ دی جائے تو ان جرائم کی روک تھام ممکن نہیں ہو سکے گی۔ جس شخص نے ایک بے گناہ انسان سے جینے کا حق چھین لیا، اس نے پورے معاشرے کو عدم تحفظ کا شکار کر کے گویا ساری انسانیت ہی سے جینے کا حق چھین لیا ہے، اگر ایسے مجرم کو موت کی سزا نہ دی جائے گی، تو شریر لوگ پورے معاشرے کا امن و امان برباد کر دیں گے۔ شادی شدہ ہونے، اور انسانی جنسی ضرورت کے جائز ذرائع مہیا ہونے کے باوجود کوئی شخص اس قدر بے باک ہو کر بدکاری کرتا ہے کہ اس کے جرم کو چار لوگ بھی دیکھ لیتے ہیں، اگر ایسے شخص کو قرار واقعی سزا نہ گئی تو سماج میں جنسی بے راہ روی کو پھیلنے سے کوئی روک نہیں سکے گا۔ راہ زنی کرنے والوں نے اگر راستے کا امن برباد کیا ہے اور جتھہ بندی کر کے لوگوں کی زندگیوں سے کھلواڑ کیا ہے، تو ایسے راہ زنوں کے ساتھ ہمدردی؛ معاشرے کے ساتھ بدترین ناانصافی اور زیادتی ہے۔

4:2:4: امن و امان کا قیام اور فساد کا خاتمہ: جس طرح انسانی جسم کا کوئی عضو سڑ جائے اور اس عضو کو باقی رکھنے میں پورے جسم کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو تو پورے انسانی جسم کو بچانے کے لیے سڑے ہوئے عضو کو جسم سے علیحدہ کرنا ضروری ہو جاتا ہے، سزائے موت بھی ایسے ہی مجرمین کے لیے وضع کردہ ہے جو اپنے جرائم کے باعث معاشرے اور سماج کے لیے ناسور بن چکے ہیں، ان کا علاج یہی ہے کہ انہیں معاشرے کے جسم سے بالکل علیحدہ کر کے زمین میں دفن کر دیا جائے، حد کے نفاذ کی اس عمومی معاشرتی منفعت کو حدیث میں یوں بیان کیا گیا کہ؛ "کسی علاقے میں حد کا نفاذ، اس علاقے کے بسنے والوں کے لیے چالیس دن تک بارش کے برسنے سے بھی زیادہ نفع بخش ہے۔"(43) علامہ ابن عابدینؒ سزاوں کی مشروعیت کی بنیادی حکمت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں؛ "سزاوں کی مشروعیت میں تمام انسانوں کی مصلحت کی وجہ سے ہے، ان سزاوں کے ذریعے نسب، مال، عقل اور عزت کا تحفظ، اور مضرت و فساد کی جملہ صورتوں سے شریر لوگوں کو روکنا مقصود ہے۔"(44)

4:2:5: سزائے موت کے فیصلے میں انتہائی احتیاط برتنے کا حکم: سزائے موت کے جواز و وجوب کے باوصف شرع اسلامی سزائے موت کا فیصلہ کرنے کے لیے انتہائی احتیاط برتنے کا حکم دیتی ہے، اس لیے کہ شرعِ اسلامی میں جملہ سزاوں کی علت غائی؛ فرد کی اصلاح اور معاشرے کی تطہیر ہے، سزائے موت کا مقصد بھی محض جان لینا نہیں، زندگی کی قدر و قیمت کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے حدیث میں یہ واضح ہدایت منقول ہے کہ؛ "جتنی حد تک ممکن ہو سکے، مسلمانوں سے حدود کو دور کیا کرو، اگر کوئی راستہ نکلتا ہو تو ملزم کو چھوڑ دو، اس لیے کہ حکمران کا کسی مجرم کو معاف کر دینے میں غلطی کر جانا، کسی بے گناہ کو سزا دے دینے میں غلطی کر جانے سے کہیں بہتر ہے۔"(45) اسی طرح مقتول کے ورثاء کو قصاص لینے کے ساتھ ساتھ قاتل کو معاف کر دینے کا اختیار بھی دیا گیا اور اس کو نرمی اور رحمت قرار دیا؛ "پھر اگر قاتل کو اس کے بھائی (یعنی مقتول کے وارث) کی طرف سے کچھ معافی دے دی جائے تو معروف طریقے کے مطابق (خوں بہا کا) مطالبہ کرنا

(وارث کا) حق ہے اور اسے خوش اسلوبی سے سے ادا کرنا (قاتل کا) فرض ہے۔ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک آسانی پیدا کی گئی ہے اور ایک رحمت ہے۔(46)"

5: فریقین کے دلائل کا تجزیہ و تنقید

اس حصے میں بہ اختصار واجمال فریقین کے دلائل کا تجزیہ و تنقید مقصود ہے، جو کہ ذیل میں نکات وار پیش کیا جارہا ہے؛

- 5:1: مجرم کے ساتھ ہمدردی اور اس پر رحم کرنے کے جذبات: عقل مند، ہوش مند اور درد دل رکھنے والے ہر انسان کی بہ حیثیت انسان یہ فطری خواہش اور تمنا ضرور رہے کہ زمین پر جرم ہی واقع نہ ہو، کوئی کسی پر زیادتی ہی نہ کرے، سماج اخلاقی برائیوں سے پاک رہے، معاشرے کا امن وامان بحال رہے اور کسی کو کسی سے خطرہ نہ ہو، ہر شخص اپنے حق سے زیادہ کا نہ مطالبہ کرے اور نہ کسی سے اس کا حق چھینے، تاہم یہ ایک ایسا خواب ہے جو کبھی شرمندہ تعبیر ہوا اور نہ ہو سکتا ہے، امن وامان تباہ کرنے والے، ظلم وزیادتی کرنے والے اور جنسی بے راہ روی کے مجرم کہیں نہ کہیں معاشرے میں پائے جاتے رہے ہیں، فرد وملت کو نقصان پہنچانے اور معاشرے کا امن وسکون برباد کرنے والے انہی مجرموں کی سزا کے لیے اور ان مجرموں کے انجام سے عبرت حاصل کرنے کے لیے ہر متمدن اور مہذب معاشرے اور قوم میں سزا وجزا کا نظام انصاف اور اس کے قوانین وضع کیے گئے ہیں۔ مجرم کے ساتھ ہمدردی اور اس پر رحم کو بنیاد بنا کر اس کے کیے ہوئے ناقابل برداشت جرائم سے بھی صرف نظر کیا جائے اور ان جرائم پر سزائے موت کو ختم کر دیا جائے، تو یہ مجرم کے ساتھ تو بظاہر ہمدردی اور اس پر رحم ضرور ہے، لیکن یہ مقتول ہو جانے والے بے گناہ شخص، اور ملت ومعاشرے کے ساتھ انتہائی زیادتی ہے، ہمدردی اور رحم کا مستحق وہ مجرم قرار نہیں دیا جاسکتا جس نے کسی انسانی زندگی کے ساتھ کھلواڑ کیا ہے یا اپنے کردار کی پستی سے معاشرے کی پاکیزگی کو خطرے میں ڈال دیا ہے، بل کہ وہ مقتول شخص اور اس کے ورثاء اور معاشرے کے ان گنت افراد ہمدردی اور رحم کے مستحق ہیں، اور اسی ہمدردی ورحم کا تقاضا کہ مجرم کو قرار واقعی سزا دی جائے۔
- 5:2: سزائے موت؛ انسانی زندگی ایسی قیمتی نعمت کا ضیاع ہے: جہاں تک سزائے موت کی شدت اور اس کے نتیجے میں انسانی زندگی ایسی بڑی نعمت کے چھین لیے جانے کا اعتراض ہے تو یقینا سزائے موت سے ایک انسانی زندگی کا خاتمہ تو ہوتا ہے لیکن یہ زندگی ایک ایسے شخص کی ہے جس نے اس نعمت کا انتہائی غلط استعمال کیا ہے، اور جو شخص کسی نعمت کا غلط استعمال کر کے اس نعمت کو دوسروں کے لیے زحمت بنادے، ایسے شخص سے اس نعمت کا چھین لینا ہی سراسر انصاف ہے۔ اگر کسی ناسمجھ اور احمق شخص کے ہاتھ میں اس کی اپنی کمائی سے خریدا ہوا پستول یا چاقو ہو اور اس سے وہ کسی بے گناہ کو نقصان پہنچا سکتا ہو تو اس کے ہاتھ سے پستول یا چاقو کا چھین لیا جانا کسی طور پر ظلم وزیادتی قرار نہیں دیا جاسکتا اور کوئی سمجھ دار یہ نہیں کہے گا کہ اس شخص کو اس کی اپنی مملوکہ چیز سے محروم کیا گیا ہے۔
- 5:3: سزائے موت غیر انسانی وغیر اخلاقی عمل اور ظلم وزیادتی: سزائے موت کے خاتمے کے قائلین کی یہ دلیل بڑی غیر معقول معلوم ہوتی ہے کہ مجرم کو سزائے موت دیا جانا؛ غیر انسانی وغیر اخلاقی عمل اور ظلم وزیادتی نہیں، معقول یہ ہے کہ مجرم کو سزائے موت دینا

غیر انسانی وغیر اخلاقی نہیں، بل کہ مجرم کا جرم؛ غیر انسانی وغیر اخلاقی عمل اور ظلم وزیادتی تھا، جس کی پاداش میں مجرم نے خود اپنی زندگی کو بے قدر وبے قیمت کر دیا۔ مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں؛ "موجودہ زمانے میں تو یہ مستقل فلسفہ بن گیا ہے کہ جو لوگ جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں وہ کسی ذہنی بیماری کے سبب سے کرتے ہیں اس وجہ سے وہ مستحق تربیت واصلاح اور ہمدردی کے ہیں، نہ کہ کسی سخت سزا کے۔ اس فلسفے کی یہ برکت ہے کہ خدا کی زمین گنڈوں اور بدمعاشوں سے بھر گئی ہے اور کسی شریف آدمی کی بھی جان اور عزر ان کے ہاتھوں محفوظ نہیں رہ گئی ہے۔۔۔ چوروں اور زانیوں کے لیے تو ان حضرات کے جذبہ رافت وہمدردی کا یہ حال ہے کہ یہ ان کے لیے گویا خدائے رحمان ورحیم سے بھی زیادہ مہربان ہو گئے ہیں کہ ان کے ہاتھ کاٹنے اور ان کو کوڑے مارنے کے تصور سے ان کا دل کانپتا ہے لیکن ان چوروں اور بدمعاشوں کے ہاتھوں خاندانوں کے خاندان جو آئے دن قتل ونہب اور بے عزتی وناموسی کا شکار ہو رہے ہیں ان کی مظلومیت پر ان کے دل ذرا نہیں پسیجتے۔۔" (47)

- <u>5:4: سزائے موت کے فیصلے میں غلطی کا امکان:</u> سزائے موت کے فیصلے میں غلطی کا امکان؛ یقیناً ایک وزنی دلیل ہے، تاہم یہ ایک امکانی پہلو ہے، سزائے موت کے تمام یا اکثر فیصلوں کا غلط ہونا ضروری نہیں، اگر اکثر مقدمات میں یقینی طور پر کسی جگہ سزائے موت کے فیصلے میں غلطی کی جارہی ہے تو فیصلہ کرنے والا قابل گردن زدنی ہے اور وہ منصب قضا کا مستحق نہیں، اور اگر اکثر فیصلے غلط نہیں ہوتے، کچھ فیصلے غلط ہوتے ہیں تو یوں کہا جاسکتا ہے کہ سزائے موت کے فیصلے میں غلطی کا امکان موجود رہتا ہے۔ تاہم امکانی غلطی کے احتمال کے پیش نظر فیصلہ کرنے والوں کو انتہائی احتیاط برتنے کا تو پابند کیا جاسکتا ہے، لیکن امکانی غلطی کے احتمال پر سزائے موت ہی کو بالکل ختم دیا جائے اور شریر مجرموں کو بے باک بنا دیا جائے یہ ہرگز معقول اور قابل قبول رویہ نہیں ہو سکتا، چنانچہ سزائے موت کے بالکلیہ خاتمے کے لیے امکانی غلطی کا احتمال کافی وزن نہیں رکھتا۔

- <u>5:5: غیر منصفانہ عدالتی نظام، سیاسی انتقام، اور کمزور طبقات کا سزائے موت کا نشانہ بننا:</u> عدالتی نظام تسلی بخش نہ ہو، یا سیاسی انتقام کے لیے بے گناہوں کو سزائے موت دی جائے یا معاشرے کے کم زور طبقات سزائے موت کا نشانہ بنائے جاتے ہوں، طاقت ور اور زور آور بچ نکلتے ہوں، یہ انتظامی وریاستی سطح پر یقیناً بڑی بنیادی خامیاں ہیں، لیکن خامیوں کو اگر سزائے موت کے خاتمے کی بنیاد بنایا جائے تو بات صرف سزائے موت کے خاتمے تک محدود نہیں رکھی جاسکتی ہے، پھر تو عدالتی جزا وسزا کا سارا نظام ہی ختم کر دینا چاہیے، کیوں کہ سزا چھوٹی ہو یا بڑی، اگر کسی بے گناہ کو ملتی ہے تو یہ ظلم وزیادتی ہے اور اس کا مکمل سد باب اسی طور ممکن ہے کہ عدالتی کارروائی کو یکسر معطل کر دیا جائے، جو کہ غیر معقول اور ناقابل عمل حکمت عملی ہے۔ ان غیر منصفانہ عدالتی نظام، سیاسی انتقام کے محرکات اور معاشرے کے کم زور طبقات وافراد کے خلاف سزائے موت کے استعمال کیے جانے کے سقم کا تقاضا عدالتی نظام کی ان خامیوں اور نقائص کی اصلاح اور اس کے لیے کوشش کرنا ہے، نہ یہ کہ ان خامیوں کی بنیاد پر سزائے موت ہی کو ختم کر کے بدقماش وبدخصلت لوگوں کو کھلے عام بے خوف وخطر دندناتا پھرنے دیا جائے۔

- 5:6: سزائے موت؛ جرائم کی روک تھام میں مؤثر حکمت عملی: سزائے موت کے مخالفین کی طرف سے پیش کی جانے والی یہ دلیل یقیناً قابل توجہ ہے کہ جرائم کی روک تھام میں سزائے موت کا نفاذ مؤثر نہیں، اس سلسلے میں کچھ شواہد بھی پیش کیے گئے ہیں، تاہم دوسری طرف سزائے موت کے قائلین؛ سزائے موت کی تاثیر پر شواہد پیش کرتے ہیں، اس سلسلے میں سزائے موت کے نفاذ اور اس کے تعطل کی درمیانی مدت میں قتل وجرائم کی تعداد بڑھ جانے کی باقاعدہ تجرباتی تحقیق کی گئی ہے۔ چونکہ انسانی سماج؛ ایک مشین سے یکسر مختلف ہوتا ہے، اور انسانی طبائع؛ وقت، حالات، کیفیات اور مواقع کے اعتبار سے مختلف ہوتی ہیں اور ان میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں، اس لیے انسانی سماج پر کسی مخصوص عمل یا فیصلے کے اثرات کو یقینی طور پر مکمل کارآمد یا یقینی طور پر مکمل ناکارہ کہنا ایک مشکل کام ہوتا ہے، اور سزائے موت کے فیصلے کے انسانی سماج پر اثرات کے حوالے سے بھی منظر عام پر آنے والی تحقیقات کے نتائج بھی مختلف ہیں۔(48) لیکن دل چسپ بات یہ ہے کہ ان میں سے سزائے موت کے مؤثر ہونے کے نتیجے تک پہنچنے والی تحقیقات ان مستند اور معیاری جرنلز میں شائع ہوئی ہیں؛ جن میں ہر مقالہ تحقیق کے ماہرین کی تائید سے شایع ہوتا ہے جب کہ اس کے برخلاف نتائج تک پہنچنے والی تحقیقات ایسے معیاری جرنلز میں جگہ نہیں پا سکی ہیں۔(49) چنانچہ کرمنل جسٹس لیگل فاونڈیشن کے ڈائریکٹر کینٹ ایس۔ شیڈ یگر کے مطابق؛ مستند ومعیاری ریسرچ جرنلز میں چھپنے والے بارہ مقالہ جات کا سزائے موت کے جرائم کی روک تھام میں مؤثر ہونے کے نتیجے تک پہنچنا، ایک غیر معمولی اور قابل توجہ بات ہے۔(50) نیز سزائے موت کا انسانی تاریخ میں عرصہ دراز تک جاری رہنا اس بات کی دلیل ہے کہ انسانی کے تاریخی تجربات نے اس سزا کو جرائم کی روک تھام میں مؤثر پایا ہے، اسی وجہ سے دنیا بھر میں یہ نافذ العمل رہی ہے۔ مزید برآں؛ شرعی نصوص کی رو سے حدود کے نفاذ کا معاملے میں کسی قسم کی تبدیلی یا ترمیم مکمل طور پر ممنوع قرار دیا گیا ہے، اس لیے کم از کم دین اسلام کے پیروکاران؛ سزاے موت کے عدم مؤثر ہونے کے بارے میں پیش کردہ شواہد کی وجہ سے؛ بہرصورت حد وقصاص کے طور پر دی جانے والی سزائے موت کو ختم کرنے کا کوئی اختیار نہیں رکھتے ہیں۔

- 5:7: سزائے موت بطور تعزیر کو عارضی پر ختم یا کم کیا جاسکتا ہے: ایک سے زائد مرتبہ واضح کیا جا چکا کہ شریعت اسلامی کی رو سے بطور حد یا بطور قصاص نافذ کی جانے والی سزائے موت کا بالکلیہ خاتمہ تو کسی صورت درست نہیں، بل کہ چونکہ ایسے مقدمات کی عام طور پر بہتات نہیں ہوتی، اس لیے عدالتی وانتظامی اصلاحات کے ذریعے موجب حد وقصاص جرائم کے مقدمات میں غلطی کے امکان سے بچنے کی مختلف طریقوں سے کوشش کی جاسکتی ہے، البتہ عدالتی نظام میں پائے جانے والے مختلف انواع کے سقم کی وجہ سے بطور تعزیر سزائے موت کو عارضی طور پر فی الجملہ ختم یا معطل یا سزائے موت بطور تعزیر کے موجب جرائم کی فہرست میں کمی بیشی کیے جانے کے امکانات بہرحال شرعاً موجود ہیں، اس لیے کہ چاروں مشہور فقہی مکاتب کے مطابق؛ تعزیر کی تعیین میں حکمران کی رائے کا اعتبار ہے اور یہی بات حد اور تعزیر کو ایک دوسرے سے ممتاز کرتی ہے، حکمران کی ذمہ داری ہے کہ وہ تعزیری سزا کی تعیین میں جرم اور مجرم دونوں کے احوال کا مختلف جہات اور پہلوؤں سے اعتبار کرتے ہوئے، سزا کا فیصلہ کرے۔(51) چونکہ تعزیری سزا کا مقصد بھی مجرم کو تنبیہ اور آئندہ جرم سے باز رکھنا

ہے، اور مجرموں کے حالات مختلف ہوتے ہیں، بعض مجرمین کو تنبیہ کے لیے؛ معمولی سزا بھی کافی ہوتی ہے، جب کہ بعض مجرمین کے لیے سزا کا شدید ہونا ضروری ہوتا ہے،([52])اور اسی بنا پر اکثر فقہا کے مطابق اگر مجرم کا فساد صرف قتل ہی کے ذریعے دور ہو سکتا ہو، تو عمومی مصلحت کے پیش نظر بطور تعزیر مجرم کو قتل کی سزا سنائی جاسکتی ہے، تاہم اس بارے میں جملہ تعزیری سزاوں کی طرح موجب قتل جرائم ریاست کے ولی امر / اولیائے امور پر مشتمل انتظامیہ کا اختیار ہو گا۔ فقہاحنفیہ تعزیری قتل کو سیاسۃً قتل کا عنوان دیتے ہیں، ابن تیمیہ اور ابن قیم کی بھی یہی رائے ہے،([53]) جس طرح بطور تعزیر مجرم کے لیے سزائے موت کی تعیین ولی امر / اولیاے امور کا اختیار ہے، اسی طرح عدالتی نظام میں پائی جانے والی خرابیوں کے پیش نظر اگر ولی امر / اولیائے امور تعزیری سزائے موت کو عارضی طور پر ختم یا معطل کرنے میں مصلحت دیکھتے ہوں تو انہیں اس کا بھی مکمل اختیار حاصل ہو گا۔

6: نتائج بحث:

- سزائے موت کا فیصلہ ایک ریاستی وعدالتی اختیار ہے جس میں جرم کے ثبوت پر مجرم کی جان لی جاتی ہے، معلوم انسانی تاریخ کے مطابق زمانہ قدیم سے جرائم کی روک تھام کے لیے ایک مؤثر حکمت عملی کے طور پر یہ سزا مذہب کی تائید یا رسم ورواج پر عمل درآمد کے تصور کے ساتھ جاری رہی ہے۔
- شریعت اسلامی میں ایسے جرائم کی تعداد پانچ ہے جن کی پاداش میں جرم کے مرتکب کے لیے بطور حد یا قصاص سزائے موت مقرر کی گئی ہے؛(1) زنا، (2) ڈکیتی وراہ زنی (3) ارتداد (4) بغاوت (5) قتل عمد۔
- سزا کا مقصد؛ مجرم کو آئندہ جرم سے باز رکھنا اور دوسروں کو جرم کے ارتکاب سے روکنا ہے، سزا انفرادی اور اجتماعی مصلحت کے حصول کی لیے نافذ کی جاتی ہے، سزا کے نفاذ کی حکمت سب کو مسلم ہے۔
- شرعِ اسلامی میں سزا کی تعیین کے اصول خمسہ کے پس منظر میں بھی مجرم کی تادیب اور معاشرے کی بہبود کا محرک موجود ہے، بطور تعزیر متعین کی جانے والی سزامیں؛ جرم کی نوعیت اور مجرم کے مختلف احوال کے پیش نظر سزامیں شدت اور تخفیف کا رویہ برتا جاسکتا ہے، کچھ جرائم اور ان کے مرتکب ایسے ہوتے ہیں جن کی تادیب اور معاشرے کو ان کے اثراتِ بد سے بچانے کے لیے، انہیں سزائے موت دیناہی قابل عمل حل ہوتا ہے۔
- گو کہ سزائے موت کو بالکلیہ ختم کرنے یا موجب سزائے موت جرائم کو کم کرنے کی آوازیں وقتا فوقتا اٹھتی رہی ہیں، تاہم اٹھارویں صدی میں سب سے پہلے باقاعدہ طور پر سزائے موت کے بالکلیہ خاتمے کے لیے دانشورانِ مغرب کی طرف سے آواز بلند ہونا شروع ہوئی، اطالوی ماہر جرمیات؛ چیزارے بیکاریا(Cesare Beccaria) کو اس موقف کا بانی شمار کیا جاتا ہے۔
- سزائے موت کے خاتمے یا معطلی کے لیے عالمی طور پر ہونے والی منظم کوششوں میں سرفہرست کوشش ایمنسٹی انٹرنیشنل کی ہے جو پچھلے پینتالیس برس سے دنیا بھر کے تمام ہی ممالک سے اس سزا کے قانونی طور پر مکمل خاتمے کے لیے کوشاں ہے۔

- 1977ء میں جب ایمنسٹی انٹرنیشنل کی طرف سے سزائے موت کے خاتمے کی تحریک کا آغاز ہوا تو اس وقت صرف سولہ ممالک تھے جہاں اس تحریک کے نتیجے میں قانونی طور پر سزائے موت کو مکمل طور پر ختم کر دیا گیا، جب کہ رواں سال 2023ء مئی کے مہینے میں شایع کردہ سال 2022ء کی سالانہ رپورٹ کے مطابق ایسے ممالک کی تعداد 112 ہو چکی ہے۔
- کیا سزائے موت؛ مصلحت ہے اور اس کو برقرار رکھا جانا مفید ہے یا سزائے موت ایسا مفسدہ ہے جس کا خاتمہ یا کم از کم تعطل ضروری ہے؟ اس بارے میں دونوں ہی آرا پائی جاتی ہیں، مفسدہ قرار دینے والوں کے مطابق سزائے موت؛ (1) فیصلے میں غلطی کی صورت میں ہونے والا نقصان؛ ناقابل تلافی ہے، (2) یہ جرائم کی روک تھام کے لیے ایک ناکام حکمت عملی ہے، (3) غیر منصفانہ عدالتی نظام (4) سیاسی انتقام کے محرکات (5) اور معاشرے کے بے بس طبقے کے خلاف اس سزا کا استعمال بھی اس سزا کے بالکلیہ خاتمے کا متقاضی ہے۔ (7) مزید برآں سزائے موت ایک غیر انسانی، غیر اخلاقی اور ظالمانہ سزا ہے (8) اور تجرباتی طور پر ثابت ہے کہ بامشقت قید کی سزا؛ سزائے موت کا قابل عمل متبادل ہو سکتا ہے۔
- شریعت اسلامی کے مطابق مخصوص جرائم کے لیے سزائے موت ہی مصلحت ہے، اس لیے کہ (1) مجرم کی موت؛ بے گناہ انسانوں کے لیے حیات اور اسی وجہ سے عین انصاف ہے، (2) شریعت اسلامی کی رو سے موجب حد جرائم پر سزائے موت؛ ایک حکم الٰہی ہے جس کی تنسیخ یا تعطیل کا اختیار نبی تک کو نہیں دیا گیا اس لیے ان جرائم پر سزائے موت کا خاتمہ پیروکارانِ اسلام کے دائرہ اختیار سے خارج ہے، (3) معلوم انسانی تاریخ میں لمبی مدت تک سزائے کا رواج اور فی زمانہ شائع شدہ ایک سے زائد مستند تحقیقات سے بجا طور پر معلوم ہوتا ہے کہ جرائم کی روک تھام کے لیے سزائے موت ایک مؤثر حکمت عملی ہے، (4) امن وامان کا قیام اور فساد کو جڑ سے ختم کر دینا سزائے موت کے سوا کسی اور سزا کے ذریعے ممکن نہیں، (5) تاہم ان سب باتوں کے باوصف؛ انسانی جان کی قدر وقیمت کو بجا طور پر ملحوظ رکھتے ہوئے شریعت اسلامی نے سزائے موت کا فیصلہ دینے کے لیے خوب احتیاط کرنے کا حکم دیا ہے اور معمولی شبہات کو بھی سزائے موت کا فیصلہ دیے جانے سے مانع قرار دیا ہے۔
- دوطرفہ دلائل پر کیے گئے تجزیہ وتنقید کا خلاصہ یہ ہے کہ: (1) سزائے موت کے خاتمے کی تجویز کا محرک یقیناً ہمدردی، رحم کے جذبات اور انسانی زندگی کا احترام ہے، لیکن اس ہمدردی، رحم اور احترام کا سچا مستحق وہ بے گناہ شخص ہے جس سے زندگی چھینی گئی، اور معاشرے کے وہ افراد ہیں جن کے کردار واخلاق کی اصلاح وتزکیہ کم از کم از روئے اسلامی شریعت؛ ریاست کی ذمہ داری ہے۔ (2) فیصلے میں غلطی کا امکان؛ ایک وزنی دلیل ہے، تاہم یہ ایک امکانی پہلو ہے، یقینی نہیں، امکانی غلطی کے احتمال کے پیش نظر فیصلہ کرنے والوں کو انتہائی احتیاط برتنے کا تو پابند کیا جا سکتا ہے، لیکن سزائے موت کے بالکلیہ خاتمے کے لیے امکانی غلطی کا احتمال کافی وزن نہیں رکھتا۔ (3) مجرم کو سزائے موت دیا جانا؛ غیر انسانی وغیر اخلاقی عمل اور ظلم وزیادتی نہیں، بل کہ مجرم کا جرم؛ غیر انسانی وغیر اخلاقی عمل اور ظلم وزیادتی تھا، جس کی پاداش میں مجرم کی زندگی بے قدر وبے قیمت ہو گئی۔ (4) غیر منصفانہ عدالتی نظام، سیاسی انتقام کے محرکات اور معاشرے کے کمزور

طبقات وافراد کے خلاف سزائے موت کے استعمال کیے جانے کے سقم کا تقاضا عدالتی نظام کی ان خامیوں اور نقائص کی اصلاح کرنا ہے، ان دلائل کو اگر وزن دیا جائے تو صرف سزائے موت کی بجائے عدالتی سزاو جزا کے سارے نظام ہی کو ختم یا معطل کرنا پڑے گا۔(5)شریعت اسلامی کی رو سے بطور حد یا بطور قصاص نافذ کی جانے والی سزائے موت کا بالکلیہ خاتمہ تو کسی صورت درست نہیں، البتہ عدالتی نظام میں پائے جانے والے مختلف انواع کے سقم کی وجہ سے بطور تعزیر سزائے موت کو عارضی طور پر ختم یا معطل یا موجب سزائے موت تعزیری جرائم کی فہرست میں کمی کیے جانے کا امکان بہر حال موجود ہے۔واللہ اعلم بالصواب

وصلی اللہ وسلم علی سید المرسلین، نبینا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین۔

حواشی وحوالہ جات:

[1] Hood, R.. "capital punishment." *Encyclopedia Britannica*, September 21, 2023. https://www.britannica.com/topic/capital-punishment.

[2] Michael Kronenwetter, *Capital Punishment: A Reference Handbook*, Contemporary World Issues (Santa Barbara, Calif: ABC-CLIO, 1993), 71.

[3] Kronenwetter, 71.

[4] ملاحظہ ہو؛عہد نامہ جدید، کتاب یوحنا8:5

[5] ملاحظہ ہو؛عہد نامہ جدید، کتاب یوحنا8:1-11

[6] عودہ.عبد القادر، التشریع الجنائی الإسلامی مقارنا بالقانون الوضعی، ط:دار الکتب العربی، بیروت، سن طبع:ندارد، ج:1، ص:634

[7] التشریع الجنائی الإسلامی، ج:1، ص:689

[8] التشریع الجنائی الإسلامی، ج:1، ص:635، 666

[9] چیزارے کی عبارت یہ ہے؛

The purpose, therefore, is nothing other than to prevent the offender from doing fresh harm to his fellows and to deter others from doing likewise. Therefore, punishments and the means adopted for inflicting them should, consistent with proportionately, be so selected as to make the most efficacious and lasting impression on the minds of men with the least torment to the body of the condemned.

Cesare Beccaria, “The Purpose of Punishment”, *On Crimes and Punishments and Other Writings*, Cambridge University Press, 1995. p. 31

[10] التشریع الجنائی الإسلامی، ج:1، ص:609

[11] Cesare Beccaria, “The Purpose of Punishment”, p. 66, 67

[12] التشریع الجنائی الإسلامی، ج:1، ص:610، 611

[13] تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو؛انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج وزوال کا اثر؛مؤلفہ؛مولانا ابو الحسن علی ندوی، مطبوعہ؛مجلس نشریات اسلام، کراچی، ص:218 تا 224

[14] Death Penalty Information Center, “Death Penalty Information Center,” Death Penalty Information Center, 2019, https://deathpenaltyinfo.org/facts-and-research/history-of-the-death-penalty/the-abolitionist-movement.

[15] Francis A Allen, "Cesare Beccaria | Italian Criminologist," in *Encyclopædia Britannica*, March 11, 2019, https://www.britannica.com/biography/Cesare-Beccaria.

[16] Warren Weaver Jr Special to The New York Times, "Death Penalty a 300-Year Issue in America," *The New York Times*, July 3, 1976, sec. Archives, https://www.nytimes.com/1976/07/03/archives/death-penalty-a-300year-issue-in-america.html#:~:text=In%201794%20Pennsylvania%20ended%20capital.

[17] "Michigan," Death Penalty Information Center, 2015, https://deathpenaltyinfo.org/state-and-federal-info/state-by-state/michigan.

[18] "First Abolition of Death Penalty," Guinness World Records, n.d., https://www.guinnessworldrecords.com/world-records/first-abolition-of-death-penalty.

[19] ibid

[20] Hood, R.. "capital punishment." *Encyclopedia Britannica*, September 21, 2023. https://www.britannica.com/topic/capital-punishment.

[21] سزائے موت کے خاتمے کی تمام تر عالمی کوششوں کے باوجود تاحال متعدد ممالک میں سزائے موت قانونی طور پر قابل نفاذ ہے، بل کہ بعض ممالک نے سزائے موت کے موجب جرائم ی فہرست میں؛ غیر قانونی طور پر منشیات رکھنے، درآمد کرنے وغیرہ کا اضافہ بھی کیا ہے، سنگاپور اس جرم پر سزا دینے میں نمایاں رہا ہے۔ بیس ممالک ایسے بھی ہیں جہاں مالیات سے متعلق جرائم پر بھی سزائے موت مقرر کی گئی ہے۔ دو درجن سے زائد ممالک میں، جن میں بڑی تعداد مسلم ممالک کی ہے، جنسی جرائم پر سزاے موت مقرر ہے، چین میں سزائے موت کے موجب جرائم کی تعداد تقریبا پچاس تک پہنچتی ہے۔ البتہ یہ بات ذہن نشین رہے کہ قانونی طور پر کئی ایک جرائم پر سزائے موت کے مقرر ہونے کے باوجود تقریبا تیس ہی ممالک میں عملی طور پر سزائے موت کا نفاذ ہوتا ہے، جاپان، انڈیا، بیلاروس، کانگو، ایران، اردن، نائیجیریا، سعودی عرب ، سنگاپور، تائیوان، ویت نام اور یمن وغیرہ ممالک میں باقاعدہ عملی طور پر سزائے موت وقتا فوقتا نافذ ہوتی رہتی ہے۔ تفصیل کے لیے مذکورہ لنک دیکھا جاسکتا ہے؛

Hood, R.. "capital punishment." *Encyclopedia Britannica*, September 21, 2023. https://www.britannica.com/topic/capital-punishment.

[22] "United Nations Moratorium on the Death Penalty," Wikipedia, August 23, 2020, https://en.wikipedia.org/wiki/United_Nations_moratorium_on_the_death_penalty.

[23] Amnesty International, "Death Penalty," Amnesty International, n.d., https://www.amnesty.org/en/what-we-do/death-penalty/.

[24] Michael L. Radelet & Hugo Adam Bedau, The Execution of the Innocent, 61 *Law and Contemporary Problems* 105-124 (Fall 1998) https://scholarship.law.duke.edu/lcp/vol61/iss4/6

[25] Amnesty International, "Death Penalty," Amnesty International, n.d., https://www.amnesty.org/en/what-we-do/death-penalty/.

[26] Cesare Beccaria, p. 66

[27] Kronenwetter, *Capital Punishment*, 19.

[28] Kronenwetter, 21.

[29] Amnesty International, "Death Penalty," Amnesty International, n.d., https://www.amnesty.org/en/what-we-do/death-penalty/.

[30] "Furman v. Georgia: 1972 - Court Severely Restricts Death Penalty," law.jrank.org, n.d., https://law.jrank.org/pages/3222/Furman-v-Georgia-1972-Court-Severely-Restricts-Death-Penalty.html.

[31] Amnesty International, "Death Penalty," Amnesty International, n.d., https://www.amnesty.org/en/what-we-do/death-penalty/.

[32] Cesare Beccaria, The Purpose of Punishment, p. 65

[33] Kronenwetter, *Capital Punishment*, 18.

[34] Kronenwetter, *Capital Punishment*, 31.

[35] Cesare Beccaria, "The Death Penalty", p. 67

[36] Kronenwetter, 29.

[37] سورہ البقرۃ آیت 179، ترجمہ از آسان ترجمہ قرآن۔

[38] تدبر قرآن، ج:1، ص:430

[39] کاندھلوی، مولانا محمد ادریس، معارف القرآن، سورہ البقرۃ آیت 178، ط: مکتبۃ المعارف شھداد پور، 1422ھ، ج:1، ص:256

[40] صحیح بخاری میں حدیث مروی ہے کہ جب سیدنا اسامہ نے چوری کی حد کے معافی کے لیے سفارش کی تو آپ ﷺ نے ان کی سفارش کو نامنظور کرتے ہوئے شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا تھا۔ دیکھیے: صحیح بخاری حدیث نمبر 3475

[41] سورہ النور آیت 2، ترجمہ از آسان ترجمہ قرآن مؤلفہ: مفتی محمد تقی عثمانی، مطبوعہ: مکتبہ معارف القرآن کراچی۔

[42] اصلاحی، مولانا امین احسن، تدبر قرآن، ط: فاران فاونڈیشن لاہور، 2009، ج:5، ص:362

[43] نسائی؛ احمد بن شعیب النسائی؛ سنن النسائی، کتاب قطع السارق، الترغیب فی إقامۃ الحد، حدیث نمبر: 4905

[44] علامہ شامی کی عبارت ملاحظہ کیجیے: شرعت العقوبة لمصلحة تعود على كافة الناس، من صيانة الأنساب والأموال، والعقول، والأعراض، وزجراً عما يتضرر به العباد من أنواع الفساد۔ (ابن عابدین شامی؛ محمد امین بن عمر بن عبد العزیز، رد المختار حاشیہ الدر المختار، ط: ایچ ایم سعید، سن طبع ندارد، ج:6، ص:126)

[45] امام ترمذی، ابو عیسی محمد بن سورہ بن شداد، جامع ترمذی، ابواب الحدود عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؛ باب ماجاء فی درء الحدود، حدیث نمبر: 1424

[46] سورہ البقرۃ آیت 178، ترجمہ از آسان ترجمہ قرآن۔

[47] تدبر قرآن، ج:5، ص:362

[48] اس سلسلے میں لکھی گئی مختلف نظریاتی اور تجرباتی تحقیقات یہاں دیکھی جاسکتی ہیں، ان تحقیقات میں؛ سزائے موت کے جرائم کی روک تھام کے حوالے سے مؤثر ہونے یا نہ ہونے پر مختلف مقالہ جات کو اکھٹا کر دیا گیا ہے؛
https://www.cjlf.org/deathpenalty/DPDeterrence.html

[49] Gilani, Nadeem Farhat. “Should Pakistan Abolish or Retain Capital Punishment?” *Policy Perspectives* 6, no. 2 (2009): 133–48. http://www.jstor.org/stable/42909241. p. 139

[50] ibid

[51] الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، مادہ: التعزیر، ط: وزارۃ الأوقاف والشئون الإسلامیۃ، الکویت، 1988، ج:12، ص:261

[52] الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ، مادہ: التعزیر، ج:12، ص:262

[53] التشریع الجنائی الإسلامی، ج:1، ص:688

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.